سید ذوالکفل بخاری میری نظر میں

پروفیسر سجاد حسین

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جس طرح قطرے کو گوہر ہونے تک عرصۂ دراز درکار ہوتا ہے یا کسی چمن میں دیدہ ور کے پیدا ہونے تک کافی عرصہ لگ جاتا ہے یا ہزاروں سیکڑوں سال کے بعد ایک پتھر عقیق کی شکل اختیار کرتا ہے بالکل اسی طرح قوموں کی زندگی میں بھی کسی تابناک شخص کے پیدا ہونے میں صدیاں بیت جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح ہمارے نہایت ہی محترم ساتھی سید محمد ذوالکفل بھی ان چیدہ چیدہ شخصیات میں سے ایک تھے۔

میں پورے وثوق کے ساتھ بغیر کسی مبالغہ آرائی سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنی اس زندگی میں اتنا عظیم شخص نہیں دیکھا۔ ہر شخص کا عظمت ماپنے کا پیمانہ شاید مختلف ہوتا ہے ہو لیکن بخاری کی شخصیت اس پائے کی تھی کہ جس نے بھی ان کے ساتھ چند لمحات بھی گزارے ہوں وہ اُن کا گرویدہ بنا۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی اگر میں یہ کہوں کہ بخاری کے دشمن بھی اگر ہوتے تو اس کے لیے وہ بھی دعا کرتے۔ وہ ایسا بے ضرر شخص تھا کہ شاید ہو کوئی ایسا شخص ہو جسے ان سے گلہ ہو۔ وہ ہر ایک شخص کی ذرا ذرا سی تمنا سنبھال رکھتا تھا۔ اس کے سینے میں انسانیت بھرا دل، اس کے احساسات میں محبت، گفتگو میں مٹھاس، اس کی نظروں میں حیا، اس کی دوستی میں الفت و یگانگت، اس کی عبادت میں اخلاص، اس کے لباس میں سادگی، اس کی چال میں انکساری، اس کے جذبات میں صبر حتیٰ کہ اس کی ہر ادا میں وہ حسن تھا کہ شاید میرے کلمات تو ختم ہو جائیں گے لیکن اس کی تابناک شخصیت کا احاطہ نہ ہو سکے گا۔

دنیا میں ذہین ہونا، چالاک ہونا، اپنے مفادات کو حاصل کرنے کے لیے عقلمند ہونا اور اپنی زبان کی تاثیر سے شہرت کی بلندیوں کو چھو لینا اور وقت کی مناسبت سے کارڈ کھیلنا۔ عظمت نہیں ہوتی۔ عظمت تو درحقیقت وہ گوہر نایاب ہے جو اخلاص سے، فقیری سے، دردِ دل سے، عجز وانکساری سے اور اپنے آپ کو صحیح معنوں میں دوسروں کے لیے وقف کر لینے سے ملتا ہے۔

یہ گوہر نہیں ملتا بادشاہوں کے خزینوں سے

اپنے لیے دنیا میں ہر کوئی جیتا ہے لیکن اوروں کے لیے جیے جانا ہی زندگی ہے۔ اور یہ ساری خوبیاں میرے ذوالکفل میں بدرجہ اتم پائی جاتیں تھیں۔ شاید ہم بدنصیب تھے کہ یہ انمول ہیرا ہمیں تراشے بغیر ہم کو داغِ مفارقت دے گیا۔ اگر کچھ عرصہ

اور ہم اس کی صحبت میں رہتے تو شاید کچھ نہ کچھ رنگ ہمارے اوپر بھی چڑھ جاتا۔

بخاری صاحب نہایت ہی صاف گو، دیانت داری میں اپنی مثال آپ، جذبۂ انسانیت سے سرشار اور ایک باعمل مسلمان تھے۔ انھیں کبھی مال و متاع سے لگاؤ نہیں رہا۔ انھیں کبھی VIP بننے کی حسرت نہیں رہی۔ ہائے افسوس! میں کبھی کبھار اپنے دوستوں میں ان کا تعارف عطاء اللہ شاہ بخاری کے حوالے سے کرواتا تو مجھے کہتے کہ برائے مہربانی مجھے اُن سے منسوب نہ کیا کریں۔ میں کہاں اور وہ کہاں۔

بخاری صاحب ایک حقیقت پسند شخص تھے۔ وہ کبھی اپنی بات دوسروں پر نہیں تھونپتے تھے بلکہ دوسروں کی سن کر چلتے تھے۔ کئی بار ہم نے ان کی مرضی اور شان کے خلاف بھی کام کیے جس میں وہ زندہ دلی اور ہنسی خوشی سے شریک ہوجاتے تاکہ ہماری دل آزاری نہ ہو۔ اور یہی وجہ تھی ان کی موت کی خبر سن کر ہر آنکھ اشک بار تھی اور اب بھی جب ان کا نام آتا ہے تو دل سے یہی دعا نکلتی ہے کہ یارب بخاری کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔

جدائی ہی پہ قائم ہے نظام زندگانی بھی
بچھڑ جاتا ہے انساں، سے گلے مل مل کے پانی بھی

دنیا کا نظام جدائی پر قائم ہے۔ اور ہم سب نے بالآخر ایک دوسرے سے جدا ہونا ہے۔ یہی قانونِ فطرت ہے اور یہی ایک تلخ حقیقت بھی۔ لیکن ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ بخاری شان سے جیا اور ایمان لے کر مرا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے جیسی موت ہر ایک کو نصیب فرمائے۔ (آمین)

لبیک

اس سال کے حج کی سب سے اہم خبر یہ تھی کہ لوگ امن اور سلامتی والے ان مہینوں، دنوں اور مقامات سے بالکل امن وسلامتی سے گزرے اور وہ جو جان سے گزرے وہ بھی بحفظ وامان گزرے۔ آسودہ، آمادہ، تیار، لبیک کہتے ہوئے، راضی برضا، جو تیرا حکم، جو تیری رضا، جو تو چاہے، ''حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں'' پکارتے ہوئے۔ کسی نے در پر، کسی نے چوکھٹ پر اور کسی نے رہگزر میں آخری لبیک کہی۔ جس نے بھی دل نذر کیا اور جس نے بھی جاں واری، یہی کہتے ہوئے کہ:

تیرا آستاں جو نہ مل سکا، تیری رہگزر پہ جبیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے کام ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

ذوالکفل بخاری

(اُملج، سعودی عرب، فروری ۲۰۰۸ء)